آیت اللہ العظمی سید شہاب الدین مرعشی نجفی

محمد رضا سماک امانی

موصوف کی ولادت

موصوف سن 1315 ہجری قمری میں شہر نجف میں پیدا ہوئے،آپ کا نام شہاب الدین رکھا گیا، موصوف کے والد گرامی آیت اللہ سید شمس الدین محمود مرعشی (متولد 1279 و متوفی 1338 ہجری قمری) نجف اشرف میں علوم اسلامی کے مدرس اور فقیہ تھے۔آیت اللہ مرعشی نجفی نے بچپن کو اپنے اہل خانہ کی محبت بہری آغوش میں گزارا اور اسلامی تربیت میں پروان چڑھے، موصوف کی والدہ اتنی باایمان اور پاکدامن خاتون تھیں کہ انھوں نے موصوف کو کبھی بھی بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا۔

موصوف کی تعلیمات

موصوف نے لکھناپڑھنا سیکھنے کے بعد نوجوانی کے عالم میں روحانیت کا لباس پہنا اور اسلامی علوم حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے، ادبیات عرب، فقہ، اصول، حدیث، درایہ، رجال اور شرح حال وغیرہ کو حوزہ علمیہ نجف کے جید

علماء سے سیکھا، اُس کے بعد آیت اللہ آ قاضیاء عراقی (متوفی 1373 ہجری قمری)، آیت اللہ شیخ احمد کاشف الغطاء (متوفی 1373) اور حوزہ علمیہ نجف کے دیگر برجستہ اور جید مدرسین کے فقہ واصول کے درس خارج میں شرکت کی۔

آیت اللہ مرعشی تعلیم سے اِس قدر عشق رکھتے تھے کہ ہمہ وقت غور وفکر کے ساتھ مشغول رہتے تھے، دسیوں سال تک حوزہ علمیہ نجف اشرف میں مشہور ومعروف اساتید کے دروس میں شرکت کی اور اُن کے خرمن علم سے فیض علم حاصل کیا۔ایک مدت تک زیدیہ اور اہل سنت کے علماء سے علم حدیث حاصل کیا اور ان سے نقل احادیث کا اجازہ لیا۔

موصوف کی شب وروز کی محنت آخر کار 27 سال کی عمر میں نتیجہ بخش ہوئی اور موصوف درجہ اجتہاد پر فائز ہوگئے، موصوف کی علم دین کے سلسلہ میں انتھک کوشش واقعا قابل داد ہے، جیسا کہ موصوف خود اِس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

»ہم نے جوانی کے عالم میں کبھی بھی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہیں کی اور ہمیشہ علم دین حاصل کرنے میں مشغول رہے، ہم شب وروز میں چند گھنٹوں کے علاوہ نہیں سوتے تھے، ہمیں جہان بھی استاد یا عالم یا مفید درس کا پتہ چلتا تھا، اُس استاد عالم اور اُس کے جلسہ درس میں جانے میں دیر نہیں کیا کرتے تھے«۔

آیت اللہ مرعشی نجفی نے نجف، کربلا، کاظمین، سامرا، تہران اور قم میں سو سے زیادہ اساتید کے سامنے زانوئے ادب تہ کئے اور اُن کے علم و تقوی سے فیض حاصل کیا۔ موصوف تعلیم کے ابتدائی مرحلہ سے ہی بلند ہمت، ذوق و شوق، تقوی، ذکاوت اور ہوشیاری نیز دیگر اخلاقی فضائل میں مشہور تھے۔

موصوف نے متعدد شیعہ مراجع تقلید سے «اجازہ اجتہاد» حاصل کیا، جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی اِس طرح ہیں:

1. آیہ اللہ العظمی آ قاضیاء عراقی (متوفی 1361 ہجری قمری)
2. آیہ اللہ العظمی سید ابوالحسن اصفہانی (متوفی 1365 ہجری قمری)
3. آیہ اللہ العظمی شیخ عبدالکریم حایری یزدی (متوفی 1355 ہجری قمری)

آیت اللہ مرعشی نے سن 1388 ہجری قمری میں اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد علوم دینی حاصل کرنے کے لئے کاظمین، سامرا اور کربلا کا سفر کیا اور برسوں تک وہاں کے حوزات علمیہ میں برجستہ اور جید اساتید سے فیض حاصل کیا اور آخر کار سن 1342 ہجری قمری میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے روضہ مقدس کی زیارت کے لئے

ایران آئے۔
حضرت امام رضا علیہ السلام کے مرقد مطہر کی زیارت کے بعد تہران گئے اور حوزہ علمیہ تہران میں آیت اللہ شیخ عبدالنبی نوری (متوفی 1344 ہجری قمری)، آیت اللہ آقا حسین نجم آبادی (متوفی 1347 ہجری قمری)، آیت اللہ مرزا طاہر تنکابنی (متوفی 1360 ہجری قمری)، آیت اللہ مرزا مہدی آشتیانی (1372 ہجری قمری) وغیرہ سے علم فقہ و اصول اور فلسفہ و کلام کی تعلیم حاصل کی۔
دوسرے سال حضرت معصومہ قم (سلام اللہ علیہا) کے مرقد مطہر کی زیارت کے لئے آئے۔ لیکن حضرت آیت اللہ العظمی شیخ عبدالکریم حائری کے حکم کی بنا پر اسی شہر میں سکونت اختیار کرلی۔ موصوف نے یہاں بھی آیت اللہ حائری اور حوزہ علمیہ قم کے دیگر اساتید کے دروس میں شرکت کی اور ان کے علم سے فیض حاصل کیا۔

تدریس کے فرائض

آیت اللہ مرعشی نجفی، حضرت آیت اللہ حائری کے حکم سے تدریس میں مشغول ہوئے، اور جوان طلاب کے لئے ادبیات عرب، منطق اور اصول و فقہ کی تدریس فرمائی، آیت اللہ مرعشی نجفی، حضرت آیت اللہ حائری کی (سن 1355 ہجری قمری میں) رحلت کے بعد خارج فقہ و اصول کی تدریس میں مشغول ہوئے۔
موصوف نے حوزہ علمیہ قم میں 70 سال سے زیادہ کی تدریس میں بہت سے علماء اور دانشوروں کی تربیت، جن میں سے بعض افراد نے «اجازہ اجتہاد» حاصل کیا، ہم یہاں پر ان کے بعض شاگردوں کے اسماء گرامی تحریر کرتے ہیں :
حضرت آیت اللہ شہید حسین غفاری، حضرت آیت اللہ شہید مصطفیٰ خمینی، حضرت آیت اللہ شہید مرتضی مطہری، حضرت آیت اللہ شہید ڈاکٹر محمد مفتح، حضرت آیت اللہ شہید ڈاکٹر سید محمد بہشتی، حضرت آیت اللہ شہید محمد صدوقی، حضرت آیت اللہ سید محمد علی قاضی طباطبائی، حضرت آیت اللہ سید محمود طالقانی، حضرت آیت اللہ شیخ شہاب الدین اشراقی، حضرت آیت اللہ شیخ مرتضی حائری، حضرت آیت اللہ حاج مرزا جواد آقا تہرانی، حضرت آیت اللہ شیخ حسن نوری ہمدانی، حضرت آیت اللہ آقا موسی صدر، حضرت آیت اللہ قدرت اللہ وجدانی فخر، حضرت آیت اللہ سید مرتضی عسکری، حضرت آیت اللہ مصطفیٰ اعتمادی، حضرت آیت اللہ محمد امامی کاشانی، حضرت آیت اللہ مرزا جواد تبریزی، حضرت آیت اللہ شیخ حسین نوری، حضرت آیت اللہ سید عبدالکریم موسوی اردبیلی، حضرت آیت اللہ شیخ علی پناہ اشتہاردی، حضرت آیت اللہ محمد تقی ستودہ، حضرت آیت اللہ شیخ محمد رضا مہدوی کنی۔
خستگی ناپذیر فقیہ نامور برسوں تک شیعوں کے مرجع تقلید رہے اور عالم اسلام کی شایان شان خدمت کی، حضرت

معصومہ قم کے صحن حرم میں عظیم الشان نماز جماعت تمام زائرین کو یاد ہے، موصوف کی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی کی تصویر سبھی کے دل و دماغ میں موجود ہے، موصوف بہت ہی شوخ مزاج شخص تھے، نیاز مندوں اور غریبوں پر خاص توجہ رکھتے تھے اور ان کی مشکلات کی رسید گی کیا کرتے تھے۔

آیت اللہ مرعشی نجفی مرحوم، اہل بیت علیہم السلام اور حضرت معصومہ علیہا السلام سے خاص محبت رکھتے تھے، موصوف انقلاب اسلامی سے پہلے بھی ہر روز صبح کی اذان سے پہلے حرم حضرت معصومہ علیہا السلام میں مشرف ہوتے تھے، ہمیشہ دروازہ کھلنے سے کچھ پہلے ہی دروازہ پر آکر کھڑے ہو جاتے تھے اس کے بعد حرم میں وارد ہوتے تھے اور زیارت کے بعد نماز جماعت پڑھایا کرتے تھے۔

چنانچہ موصوف اپنی ایک تحریر میں اس طرح رقمطراز ہیں :

»جب سے ہم قم میں ساکن ہیں، حضرت معصومہ قم کے حرم میں صبح میں نماز جماعت نہیں ہوتی تھی، ہم نے اِس کو سنت وہاں قائم کیا، اور تقریبا 60 سال سے اِس وقت تک صبح سویرے حرم مطہر کے دروازہ کھلنے سے پہلے، نیز دوسروں سے پہلے پہنچ جایا کرتے تھے اور دروازہ پر کھڑے ہو جاتے تھے، کبھی کبھی تو طلوع فجر سے پہلے ایک ایک گھنٹہ تک حرم کے خادموں کے آنے کا انتظار کیا کرتے تھے، سردی اور گرمی کی کوئی بات نہیں تھی، سردیوں کے زمانہ میں جب ہر جگہ برف گرتا تھا ہم اپنے ساتھ ایک چھوٹا بیلچہ لے جاتے تھے تاکہ صحن حرم کی طرف اپنا راستہ بناتے بناتے حرم میں پہنچ جائیں، شروع میں ہم اکیلے نماز پڑھتے تھے، یہاں تک کہ کچھ دنوں بعد ایک شخص نے ہماری اقتدا کی اور اُس کے بعد آہستہ آہستہ دیگر افراد شریک جماعت ہونے لگے اور اِس طرح حرم طہر میں نماز جماعت قائم ہو گئی، آج 60 سال کا عرصہ گزر چکا ہے نماز جماعت کا سلسلہ جاری ہے اور پھر آہستہ آہستہ نماز ظہرین اور نماز مغرب و عشاء بھی جماعت سے ہونے لگی، چنانچہ اُس کے بعد سے حرم حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی مسجد بالا سر اور صحن شریف میں تینوں وقت نماز جماعت قائم ہو گئی»۔

باقی رہنے والا خزانہ

آیت اللہ مرعشی نجفی نے عالم اسلام کی ایک طولانی زمانہ تک شایان شان خدمت کی ہے، موصوف کی ایک بہترین کارکردگی دینی مدارس کی بنیاد ڈالنا تھا، سن 1376 ہجری قمری میں مرحوم حاج مہدی ایرانی کے ذریعہ مدرسہ مہدیہ کی داغ بیل ڈالی گئی لیکن اُس کی ناظر اور مسئول آیت اللہ مرعشی نجفی قرار پائے، خستگی ناپذیر فقیہ نے مدرسہ کی تکمیل میں انتھک کوششیں کی اور مدرسہ کے کتابخانہ کی بنیاد ڈالی جس میں دو ہزار جلد کتابیں موجود تھیں، سن 1389 ہجری قمری میں دو منزلہ عمارت پر مشتمل مدرسہ مومنیہ بنایا، اور اُس کے لئے بھی کتابخانہ بنایا جس میں

3500 کتابیں موجود تھیں، سن 1400 ہجری قمری میں میں تین منزلہ عمارت پر مشتمل مدرسہ شہابیہ بنا اسی طرح سن 1383 ہجری قمری میں تین منزلہ عمارت پر مشتمل مدرسہ مرعشیہ بنایا گیا اور ان کی نظارت اور مسئولیت بھی موصوف کے ذمہ رہی۔

آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی کا کتابخانہ ملک کے عظیم الشان کتابخانوں میں اور کتابخانہ مجلس شورای اسلامی و کتابخانہ آستانہ قدس رضوی (مشہد) کی ردیف میں ہے،اِس کتابخانہ میں عالم اسلام کے بہت سے (نایاب) قلمی نسخے موجود ہیں، جن میں سے متعدد کتابوں کے نسخے صدیوں پرانے تاریخ کے عظیم الشان اور بہت قیمتی نسخے ہیں۔

آیت اللہ مرعشی نجفی نے اپنی جوانی کے عالم میں جب وہ حوزہ علمیہ نجف میں مشغول تعلیم تھے، کتابوں کے قلمی نسخے جمع کرنے شروع کئے، کیونکہ موصوف بہت سے اسلامی منابع اور قلمی نسخوں کو نابود اور غارت ہوتے دیکھ رہے تھے، چنانچہ وہ بے چین ہوگئے اور طلبگی کے بہت ہی کم شہریہ کے باوجود قلمی کتابوں کی خریداری شروع کردی، تاکہ اسلامی ثقافت کے اِس عظیم سرمایہ کو اغیار کے ہاتھوں غارت ہونے سے بچائیں، بعض اوقات موصوف راتوں کو ایک چاولوں کے کارخانہ میں کام کرتے تھے، دن میں استیجاری روزہ رکھتے تھے اور رات میں نماز استیجاری پڑھتے تھے تاکہ قلمی کتابوں کو خرید سکیں، جیساکہ موصوف اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

»ہم ایک دن مدرسہ سے (صحن علوی کے سامنے) بازار کی طرف چلے اور جیسے ہی بازار میں قدم رکھا تو ایک انڈے فروخت کرنے والے خاتون پر نظر پڑی جو دیوار کے پاس پاس بیٹھی ہوئی تھی اور اُس کی چادر کے نیچے سے کتاب کا ایک حصہ دکھائی دے رہا تھا، ہماری دل کو اتنا جھٹکا لگا کہ کچھ دیر تک کتاب پر نظریں جمائے دیکھتے رہے اور پھر صبر نہ کرسکے، سوال کیا: یہ کیا ہے؟اُس خاتون نے جواب دیا: بکنے والی کتاب ہے، فوراً ہی میں نے کتاب لی اور تعجب کے ساتھ اُسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علامہ عبد اللہ افندی کی کتاب «ریاض العلماء» کا نایاب نسخہ ہے کہ جو کسی کے پاس نہیں تھا، یعقوب کو یوسف مل جانے کی طرح بہت ہی تعجب اور حیرت سے سوال کیا: اِسے کتنے میں فروخت کروگی؟اُس نے کہا: پانچ روپیہ میں، ہم چونکہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے فوراً ہی اُس سے کہا: میری ساری پونجی سو روپیہ ہے کیا تم اِس کتاب کو سو روپیہ میں مجھے دے سکتی ہو؟ چنانچہ اُس عورت نے خوشی سے قبول کرلیا، اُسی موقع کاظم دجیلی آپہنچا جو کتاب خریدنے میں برطانویوں کا دلال تھا، وہ قدیمی کمیاب اور نادر کتابوں کو ہر طریقہ سے حاصل کرتا تھا اور نجف اشرف میں برطانوی حاکم «میجر» کے پاس لے جاتا تھا اور وہ اِس طرح کی کتابوں کو لندن کتابخانہ میں بھیج دیتا تھا، چنانچہ کاظم نے زبردستی میرے ہاتھ سے کتاب لے لی اور اُس خاتون سے کہا: میں اِس سے زیادہ میں یہ کتاب خریدلوں گا اور پھر اُس نے ہم سے زیادہ قیمت لگائی، اُس موقع پر میں نے غم واندوہ کے

عالم میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم کی طرف رخ کیا اور آہستہ سے عرض کی :
»اے میرے مولا و آقا! میں اِس کتاب کو خرید کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا آپ اِس بات پر راضی نہ ہوں کہ یہ کتاب میرے ہاتھ سے نکل جائے»۔
ابھی میری گفتگو تمام نہ ہوئی تھی کہ اُس خاتون نے اُس دلال کی طرف رخ کر کے کہا: یہ کتاب میں نے انھیں فروخت کر دی ہے، اب تمہیں فروخت نہیں کر سکتی۔ یہ سن کر کاظم دلال ہار مان کر غصہ میں وہاں سے چلا گیا۔۔۔
ہمارے پاس 20 روپیہ سے زیادہ نہیں تھے، ہم نے اپنے پرانے کپڑے اور گھڑی کو فروخت کر ڈالا تاکہ کتاب کے پیسہ جمع کریں، لیکن کچھ ہی دیر کے بعد کاظم دلال چند پولیس والوں کے ساتھ آیا اور انھوں نے مدرسہ پر حملہ بول دیا، اور ہمیں پکڑ کر اُس برطانوی «میجر» کے پاس لے گئے، اُس نے پہلے ہم پر کتاب کی چوری کا الزام لگایا اور اُس نے بہت زیادہ چیخ پکار سے کام لیا۔۔۔ اُس کے بعد اُس نے حکم دیا کہ ہمیں قید خانہ میں بھیج دیا جائے، چنانچہ اُس رات قید خانہ میں خداوند عالم سے راز و نیاز کیا تاکہ وہ کتاب جہاں چھپائی ہے محفوظ رہے، دوسرے روز شیخ الشریعہ کے نام سے مشہور مرجع عظیم الشان مرزا فتح اللہ نمازی اصفہانی نے ہماری آزادی کے لئے مرحوم آخوند خراسانی کے بیٹے مرزا مہدی کو چند لوگوں کے ساتھ حاکم شہر کے پاس بھیجا، آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں زندان سے آزاد کر دیا گیا البتہ اِس شرط کے ساتھ کہ ایک ماہ بعد کتاب برطانوی حاکم کو دیدیں۔
آزاد ہونے کے بعد تیزی سے مدرسہ کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے طلباء احباب کو جمع کیا اور ان سے کہا: ایک اہم کار انجام دینا ہے جو اسلام اور شریعت کی خدمت ہے ! طلباء نے کہا: کام کیا ہے؟ ہم نے کہا: اِس کتاب کی نسخہ برداری، چنانچہ سب اِس کام میں مشغول ہوگئے اور ہم نے مہلت تمام ہونے سے پہلے اِس کتاب کے چند نسخہ تیار کر لئے۔۔۔«
آیت اللہ مرعشی نجفی نے جب قم کی طرف ہجرت کی تو اپنے ساتھ وہ قلمی نسخے بھی ایران لے آئے اور قم میں بھی نایاب اور قدیمی کتابوں کے نسخوں کی خریدار میں لگ گئے، ایک مدت بعد مکان میں جگہ کم ہونے کی وجہ سے کتابوں کو مدرسہ مرعشیہ میں پہنچادیا، کچھ مدت بعد اِس مدرسہ کی تیسری منزل پر کتابخانہ بنایا گیا، جو 15 شعبان سن 1386 ہجری قمری میں 10000 قلمی کتابوں کے ساتھ افتتاح ہوئی۔
طلاب کرام اور علمائے عظام کی طرف سے کتابوں کے مطالعہ کا شوق و ذوق، نیز کتابخانہ میں جگہ کی کمی نیز جدید کتابوں کی خریداری اِس بات کا سبب بنی کہ موصوف نے (موجودہ کتابخانہ) کی بنیاد ڈالی جو 15 شعبان سن 1394 ہجری قمری میں 16000 مطبوعہ اور قلمی کتابوں کے ساتھ افتتاح ہوئی۔

آیت اللہ مرعشی نجفی کا کتابخانہ اِس وقت 250,000 مطبوعہ اور 25,000 قلمی کتابوں [1] کی صورت میں موصوف کے فرزند حجۃالاسلام ڈاکٹر محمود مرعشی نجفی کی مسئولیت میں طلاب، علماء، اسٹوڈینٹ، محققین اور مولفین کی خدمت کر رہا ہے۔

آیت اللہ العظمی مرعشی کا کتابخانہ قلمی اور نفیس کتابوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اپنی صنف میں منحصر کتابخانہ ہے اُس میں بہت سی قدیمی، اہم اور نایاب کتاب ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کے مولفین اور علماء و دانشوران نیز علمی اور تحقیقاتی اداروں کا مورد توجہ ہے، اِس وقت یہ کتابخانہ عالمی شہرت رکھتا ہے اور دنیا بھر میں 400 علمی اداروں اور کتابخانوں سے رابطہ برقرار کئے ہوئے ہے۔

موصوف کی تالیفات

سن 1366 ہجری قمری میں موصوف کے سب سے پہلے « نخبہ الاحکام» و« سبیل النجاہ» نامی رسالے شائع ہوئے ہیں اور اُسی زمانہ سے موصوف مرجع تقلید بن گئے، آیت اللہ مرعشی نجفی، مرحوم آیت اللہ العظمی بروجردی کی سن 1340 ہجری قمری میں وفات کے بعد عالم شیعت میں عظیم الشان مرجع تقلید قرار پائے۔

آیت اللہ مرعشی نجفی نے اپنی بابرکت عمر میں برسوں تک قرآن، ادبیات عرب، حدیث، دعا، فقہ، اصول، منطق، لغت، تاریخ، رجال وتراجم اور انساب وغیرہ جیسے مختلف موضوعات میں بہت سی کتابیں اور مقالے لکھے جن میں سے اکثر شائع نہیں ہوئی ہیں۔ لیکن موصوف کے آثار کی تعداد 148 کتابیں، رسالے اور مقالے ہیں۔

موصوف کی دو کتابیں درج ذیل ہیں، جو پچاس سال کی زحمتوں کا نتیجہ ہے لیکن وہ ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے:

1- مشجرات آل رسول اللہ الاکرام یا مشجرات الہاشمین، یہ کتاب پوری دنیا میں علویوں اور سادات کے نسب کے بارے میں ہے۔

2۔ ملحقات الاحقاق الحق، کتاب احقاق الحق، قاضی نور اللہ شوشتری (متوفی 1019 ہجری قمری) کی تالیف ہے جسے آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی نے تکمیل کیا ہے اور اُس عظیم الشان کتاب کے منابع ومدارک کو جمع کیا ہے۔

موصوف نے اِس عظیم الشان کتاب کی تحقیق کی تکمیل کے لئے علمائے کرام پر مشتمل ایک بڑا تحقیقی گروہ تشکیل دیا، چنانچہ موصوف کے بیٹے حجۃالاسلام ڈاکٹر سید محمود مرعشی کے زیر نظریہ گروہ اب بھی مشغول ہے اور اب تک اِس کتاب کی 27 جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور باقی جلدیں تیار ہو رہی ہیں۔

فرہنگ وثقافت کو نئی زندگی دینا

آیت اللہ مرعشی نجفی کے حکم سے اصفہان میں علامہ مجلسی کے مرقد کی مرمت کی گئی، شیعہ فقہاء کی کتابوں کو شیعہ، سنی اور عیسائی علماء نیز دنیا کی یونیورسٹیوں کو ہدیہ دینا، موصوف کی ایک ثقافتی کارکردگی ہے۔

موصوف نے کتابوں کے لکھنے کے لئے بہت سے اسلامی ملکوں کا سفر کیا اور شیعہ، سنی اور عیسائی دانشوروں سے ملاقاتیں کی، چنانچہ موصوف نے علامہ سید محمود شکری آلوسی بغدادی، شیخ طنطاوی جوہری مصری، انسٹنس کرملی بغدادی، شیخ عبدالسلام شافعی کردستانی، علامہ میر حامد حسین ہندی کے بیٹے سید ناصر حسین ہندی، ٹائیگر (ہندوستانی مشہور و معروف مولف اور فلسفی)، مرزا احمد تبریزی (فرقہ ذہبیہ کا پیشوا)، مرزا عنایت اللہ اخباری، پروفیسر ہانری کربین، ڈاکٹر فواڈ سر گین جرمنی، سید ابراہیم رفاعی راوی بغدادی، رشید بیضوی لبنانی، سید محمد رشیدی رضا (مولف تفسیر المنار) نیز دیگر دانشوروں سے ملاقات کی۔

اس کے علاوہ آیت اللہ موصوف، علماء، سادات اور امامزادوں کے زندگی ناموں کی تالیف کے لئے پرانے قبرستانوں میں جاکر وہاں علماء، ادباء، شعراء، سادات اور امامزادوں کی قبروں کے نوشتوں کو پڑھتے اور لکھتے تھے، چنانچہ موصوف سن 1350 ہجری قمری میں اصفہان گئے ایک ہفتہ تک «تخت فولات» نامی قبرستان میں دفن علماء کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات لکھی، اسی طرح اصفہان کے دیگر قبرستانوں میں بھی تحقیق کی جن سے مفید معلومات حاصل ہوئی۔

امام خمینی کی تحریک کے مددگار

حضرت امام خمینی کی تحریک سن 1341 ہجری شمسی (سن 1962 عیسوی) میں مراجع تقلید کی حمایت میں شروع ہوئی، آیت اللہ مرعشی نجفی ہمیشہ حضرت امام خمینی کی تحریک کی حمایت کرتے تھے، متعدد بار موصوف نے اطلاعیہ نکالے اور شاہی ظلم و ستم کو برملا کیا، موصوف نے سن 1342 ہجری شمسی میں امام خمینی کی گرفتاری پر شاہ پہلوی کے نام بہت ہی سخت پوسٹر نکالا اور امام خمینی کی آزادی کی مانگ کی۔

موصوف نے دیگر ملک کے مراجع تقلید اور جید علمائے کرام کے ساتھ امام خمینی کی آزادی کے لئے تہران کا سفر کیا اور اِس راہ میں بہت زیادہ زحمتیں اٹھائیں، اور موصوف، اُس کے علاوہ طلباء گروپ کے جواب میں (سن 1342 ہجری شمسی) میں فرماتے ہیں :

» جیسا کہ ہم نے اپنا نظریہ بارہا بیان کیا ہے، اِس سوال کے سلسلہ میں بھی عرض کرتے ہیں کہ حضرت آیت اللہ

خمینی دامت برکاتہ عالم تشیع کے مرجع تقلید ہیں اور اسلام کے عظیم الشان عالم دین اور عالم تشیع کے لئے باعث افتخار ہیں»۔

آیت اللہ العظمی مرعشی نے حضرت امام خمینی کی حمایت میں ایران و عراق میں مقیم مراجع تقلید کے پاس خطوط اور ٹیلیگرام بھی بھیجے ہیں۔

موصوف، حضرت امام خمینی کو ترکیہ جلاوطن کرنے پر اپنی تقریروں اور پوسٹروں میں شاہ پہلوی کے اس کام کی مذمت کرتے تھے اور 15 خرداد (4 جون) کو شہدائے کرام کے لئے مجلس منعقد کیا کرتے تھے، آیت اللہ مرعشی نے ہمیشہ انقلاب اسلامی کی حمایت کی اور رضا شاہ کے ظلم و ستم کو برملا کیا، موصوف نے سن 1356 ہجری شمسی میں آیت اللہ مصطفیٰ خمینی کی شہادت پر اپنی امامبارگاہ میں ایک مجلس عزا رکھی جس کے آخر میں رضا شاہ کی حکومت کے خلاف دل ہلا دینے والے نعرہ لگے جس کی بنا پر بعض لوگوں کو گرفتار بھی کر لیا گیا۔

آیت اللہ مرعشی نجفی نے امام خمینی کی جلاوطنی کے زمانہ میں ان سے رابطہ رکھا اور سن 1356 میں انقلاب اسلامی کی کامیابی سے ایک سال پہلے کے زمانہ میں شیعہ مراجع تقلید کے ساتھ ساتھ پوسٹروں کے ذریعہ اُس نہضت اور تحریک کی ہدایت فرمائی۔

اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد بھی موصوف نے ہمیشہ اسلامیہ جمہوری کے نظام کی حمایت کی اور مختلف مناسبتوں پر پیغامات کے ذریعہ اسلامی نظام کو استحکام بخشا۔

موصوف کی وفات

آخرکار شیعوں کے عظیم الشان مرجع تقلید نے 7-6-1369 ہجری شمسی (یعنی 1990 عیسوی) میں 96 سال کی عمر میں اِس دنیا کو خیر آباد کر دیا اور وہ اپنے اجداد طاہرین سے ملحق ہوگئے، موصوف کا جنازہ عزاداروں کے عظیم الشان مجمع میں تشیع ہوا اور موصوف کے کتابخانہ میں دفن کر دیا گیا [2]، خداوند عالم ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔

ماٰخذ: گلشن ابرار؛ تالیف گروہی از نوبسندگان/ پژوہشکدہ باقر العلوم

1. سن 2003 عیسوی کی رپورٹ کے مطابق۔

2. اِس مقالہ کے تمام مطالب علی رفیعی (علامرودشتی) کی کتاب « شہاب شریعت، درنگی در زندگی حضرت آیہ اللہ العظمی مرعشی نجفی» سے ماخوذ ہیں۔